اخبار امت

مصر میں اخوان پر نئے مظالم کا سلسلہ

مسلم سجاد

تازہ صدارتی انتخابات میں ۹۸ فی صد ووٹ سے تازہ دم ہو کر مصر کے صدر حسنی مبارک نے گذشتہ ماہ اخوان المسلمون کے ۲۰ نمایاں قائدین کو گرفتار کر لیا۔ ۱۹۹۵ کے بعد یہ اخوان پر سب سے بڑا کریک ڈاؤن ہے۔ اس میں ایک سابق ممبر پارلیمنٹ مختار نوح اور ڈاکٹروں اور انجینیروں کی انجمنوں کے اعلیٰ عہدے دار شامل ہیں۔

اخوان المسلمون معتدل پالیسی پر عمل کر رہی ہے اور اس کا ان جنگجو اسلامی تنظیموں سے بھی رابطہ نہیں ہے جن سے مصری حکومت برسرپیکار ہے۔ یہ گرفتاریاں غالباً اس لیے کی گئی ہیں کہ عنقریب ہونے والے پارلیمانی انتخابات میں یہ لوگ بطور امیدوار کھڑے نہ ہو سکیں۔ اخوان پر پابندی ہے۔ اس لیے اس کے ممبر انتخابات میں اس کے نام سے کھڑے نہیں ہو سکتے۔

گرفتاریاں اس وقت ہوئیں جب ۱۵ اکتوبر ۱۹۹۹ کو انجینیروں کی یونین کے مرکزی دفتر میں اجلاس ہو رہا تھا' دستاویزات پر قبضہ کر لیا گیا اور ۱۶ موجود افراد گرفتار کر لیے گئے۔ بقیہ چار کو گھروں سے پکڑا گیا۔ گرفتار شدگان میں انجینیروں کی یونین کے سیکرٹری جنرل محمد علی بشر' ڈاکٹروں کی قاہرہ کی انجمن کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر سعد زغلول' غزہ کی ڈاکٹروں کی یونین کے ڈاکٹر محمد سعد اور اسماعیلیہ کی انجینیروں کے کونسل کے ڈاکٹر ہشام الصولی شامل ہیں۔

یہ گرفتاریاں ۱۹۸۱ کے ان ہنگامی قوانین کے تحت کی گئی ہیں جو انور السادات کے قتل کے وقت سے نافذ ہیں۔ ان افراد کو کسی مقدمے کے بغیر چھ ماہ جیل میں رکھا جا سکتا ہے اور حکومت چاہے تو اس میں توسیع کر سکتی ہے۔ حسنی مبارک ۱۹۸۱ سے ان ہی قوانین کے زور پر حکومت کر رہے ہیں۔ ان قوانین کے منسوخ ہونے کے کوئی آثار نہیں۔ حالانکہ ابھی چوتھی دفعہ صدر منتخب ہونے پر انھوں نے جمہوری عمل کے لیے کچھ وعدے کیے ہیں۔

مصر کی حقوق انسانی کی تنظیم کے مطابق اس سال اخوان کے دو سو سے زیادہ ممبران گرفتار کیے گئے ہیں لیکن ۱۹۹۵ کے بعد سے پہلی سطح کے بجائے دوسری سطح کے قائدین کو گرفتار کیا جاتا ہے۔ تازہ گرفتاریوں میں پہلی سطح کے لوگ شامل ہیں جن پر بے بنیاد طور پر حکومت کا تختہ الٹنے کا الزام لگایا گیا ہے۔ اگر جرم ثابت ہو گیا تو انھیں سزاے موت دی جا سکتی ہے۔

اخوان پر ظلم کے معاملے میں حسنی مبارک، جمال عبدالناصر کے نقش قدم پر چل رہے ہیں جس نے ۱۹۵۴ میں اخوان کو خلاف قانون قرار دیا اور سید قطبؒ کو پھانسی دی۔ اخوان کو غدار اور دہشت گرد کہہ دیا جاتا ہے، جب کہ مصری عوام ان کو معاشرے کا قابل احترام حصہ سمجھتے ہیں جو معاشرے کی اصلاح کے لیے سیاسی نظام کے ساتھ کام کرنے کے لیے تیار ہیں۔

تیونس میں ظلم مسلسل

مسلم سجاد

لندن میں تیونس کے سفارت خانے کے باہر ۲۰ سے ۲۴ اکتوبر ۱۹۹۹ تک تیونس کے اسلامی تحریک کے قائد راشد الغنوشی کی قیادت میں پانچ روزہ ہڑتال کی گئی۔ یہ ہڑتال تیونس کی جیلوں میں بند تحریک کے ان سرگرم کارکنوں کی حمایت میں کی گئی جنھوں نے اپنے جیل کے ناگفتہ بہ حالات کے خلاف ۱۰ اکتوبر سے ہڑتال کر رکھی ہے۔ اسی طرح کی ہڑتال پیرس میں کی گئی اور سویڈن، جرمنی، سوئٹزرلینڈ اور دوسرے یورپی ممالک میں تیونس کے سفارت خانے کے باہر مظاہرے کیے گئے۔

بھوک ہڑتال تیونس کے دو بڑے شہروں سفکس اور لاواریب کی جیلوں میں ۱۰ اکتوبر ۱۹۹۹ کو شروع ہوئی۔ تیونس کی جیلوں میں دو ہزار سے زیادہ اسلامی تحریک کے کارکنان ایسے حالات میں وقت گزار رہے ہیں جنھیں بین الاقوامی ایجنسیاں ہولناک قرار دیتی ہیں۔ النہضہ کے دسیوں ارکان حالیہ برسوں میں ٹارچر، غذا سے محرومی اور غیر معیاری رہایش کی وجہ سے پیدا ہونے والے امراض سے ہلاک ہو چکے ہیں۔ سنگین بیماریوں میں مبتلا سیکڑوں دوسرے کارکنوں کو کسی طرح کا علاج میسر نہیں۔ بیمار افراد میں دو ساتھی حبیب الوز اور صدوق شورو سابق صدر ہیں اور علی لاریفر، پارٹی کے ترجمان، شامل ہیں۔ تحریک کے بعض نمایاں افراد کو قید تنہائی میں ۱۰ برس سے زیادہ ہو چکے ہیں۔ شیخ غنوشی بھی گرفتار تھے مگر ۱۹۸۷ کی عام معافی میں رہا کر دیے گئے۔

برطانیہ، پیرس اور دوسرے ممالک میں ہڑتال چند روز کے بعد ختم کر دی گئی لیکن تیونس کی جیلوں میں ہر طرح کی سخت مشکلات کے باوجود ہڑتال جاری ہے۔ برطانیہ میں مظاہرین کا مطالبہ ہے کہ تمام قیدیوں کو

خصوصاً سنگین امراض میں مبتلا افراد کو فوراً رہا کیا جائے۔ طویل عرصے کی قید تنہائی کے طریقے کو ختم کیا جائے۔ عام معافی کا اعلان کیا جائے اور قیدیوں کے ساتھ ہونے والے مظالم کی تلافی کی جائے اور تیونس کے سیاسی، تہذیبی اور ابلاغ کے ماحول کو پاک و صاف کیا جائے۔

النہضہ ۱۹۶۰ میں اسلامک ٹینڈنسی موومنٹ (ITM) کے نام سے پرامن تحریک کے طور پر قائم کی گئی تھی۔ یہ شروع ہی سے غیر قانونی قرار دے دی گئی، جب کہ اسے ملک میں بڑے پیمانے پر عوامی حمایت حاصل ہے۔ اسے بار بار کریک ڈاؤن کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

جب زین العابدین بن علی نے اقتدار سنبھالا تو اس نے وعدہ کیا کہ وہ پارٹی پر سے پابندی ہٹا دے گا، اگر وہ اپنا نام تبدیل کرلیں اور سیاسی نظام کے اندر رہ کر کام کریں۔ یہی وقت تھا کہ پارٹی نے اپنا نام النہضہ رکھا اور بن علی کی دوسری شرائط بھی تسلیم کرلیں۔ اس کے بعد بھی یہ بار بار ظلم اور زیادتی کا شکار ہوتے رہے اور ۱۹۹۲ میں بڑے پیمانے پر فوجی عدالتوں سے سزائیں دلوائیں گئیں۔ جب سے یہ لوگ جیل میں ہیں۔ اس کے بعد ان کے ساتھ وہ لوگ شامل ہوتے گئے جن کو اس الزام میں سزا دی گئی کہ وہ قیدیوں کے خاندان کے لیے رقم جمع کر رہے ہیں۔ مغربی دنیا کے مظاہرے غیر معمولی بہادری کا مظہر ہیں۔ اس لیے کہ جو طلبہ اس میں شرکت کرتے ہیں، تیونس واپسی پر انھیں مظالم کا شکار ہونا پڑ سکتا ہے۔ تیونس کے حکمران، قیدیوں یا بیرون ملک سرگرم کارکنان کے والدین، اہل خانہ اور بچوں تک کو اپنا شکار کرنے کا ریکارڈ رکھتے ہیں۔ جو وکلا مدد کے لیے آگے بڑھتے ہیں ان کو بھی نشانہ بنایا جاتا ہے۔

لیکن اس سب کے باوجود تیونس کی حکومت کو انسانیت دوست، جمہوریت نواز، اور سول سوسائٹی کے علم بردار مغرب کی مکمل حمایت حاصل ہے!

اہم اطلاع

ماہ فروری ۲۰۰۰ سے ترجمان القرآن کا زرتعاون سالانہ اندرون ملک ۲۰۰ روپے اور قیمت فی شمارہ ۲۰ روپے ہوگی۔

طلبہ وطالبات کے لیے خصوصی شرح ۱۵۰ روپے ہوگی۔ تعلیمی ادارے سے شناختی کارڈ کی نقل منسلک کریں۔